بسم اللہ — حامدا ومصلیا

مولانا سید محبوب حسن واسطی

وحی کیا ہے؟

درجِ ذیل مضمون ان نکات کی روشنی میں لکھا گیا ہے!

۱ .... "وحی" کیا ہے؟ لفظ "وحی" کی لغوی تحقیق واصطلاحی معنی

۲........ وحی کی حقیقت، وحیٔ الہام اور القاء کا فرق

۳ .... وحی کی ضرورت واہمیت

۴ .... وحی کی مختلف اقسام

۵ .... نزولِ وحی کی مختلف کیفیات

لغوی تحقیق

لفظ "وحی" اسم ہے اور فعل وحی یحی (باب ضرب یضرب) سے نکلا ہے۔ اس کا مصدر تین طرح آتا ہے۔ وَحیاً، وَحَیً، اور وَحاءً، جبکہ اَوحیٰ، وَحیٰ اور تواحیٰ کے مصادر بالترتیب ایحاءً. توحیةً اور تواحیاً آتے ہیں۔ اس کا اسم فاعل الواحی ہے جس کی جمع واحون یا وُحاۃٌ آتی ہے۔ جبکہ اَلوَحاۃَ صوت یا آواز کو کہتے ہیں۔ اس کا اسم مفعول اَلْمُوحٰی ہے۔

لغوی اعتبار سے لفظ "وحی" درجِ ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ ۱-اشار الیہ : اُس کی طرف اشارہ کیا۔ سورۃ مریم آیت ۱۱، میں حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی قوم کو بذریعہ اشارہ صبح وشام خدا کی پاکی بیان کرنے کے لئے لفظ فاوحیٰ الیھم کے ذریعے جو حکم دیا تھا وہ اِسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ۲-اَرسل اِلیہ رسولاً : اُس کی طرف قاصد یا رسول

بھیجا۔ ۳-وحی اِلیہ کلاماً اَی کلمہ سِرّاً و کلمَّہُ بما یخفیہ عن غیرہٖ :اُس نے چپکے چپکے باتیں کیں کہ دوسرا نہ سن پائے، رمز و اِشارہ کی گفتگو یا گفتگو بذریعہ مجرّد صوت، ۴-وَحیّ اللّٰہ فی قلبہ کذا اَی اَلْھَمَہُ ایّاہُ : اللہ پاک نے اُس کے دل میں بات ڈال دی یعنی اُسے الہام کیا، ۵-وَحّی الکتابَ اَی کتبہُ کِتاباً :اُس نے کتاباً وحی کی یعنی لکھا، کتاب، مکتوب، تحریری پیغام۔ ۶- کل ماَ اَلْقَیْتَہ الٰی غیرِك لیُعْلِمَہٗ :ہر وہ چیز جو تعلیمی غرض سے تو کسی کے خیال میں ڈال دے۔ ۷-اَوحیٰ اَی بَعثہُ اوحیٰ کے معنی اُسے بھیجا۔ ۸- وحّی الذبیحۃَ ای ذبحہُ بُسرعۃٍ : اُس نے جانور کو سرعت کے ساتھ ذبح کیا۔ ۹-عَجّلہُ واَسْرَعَہُ :اُس نے اپنے عمل میں عجلت کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ عربی محاورے میں کہا جاتا ہے۔ (الف)موت وحیٌّ :جلدی کی موت۔ (ب)وحّی الدّواء الموت ای عَجَّلہُ دوا یا انجکشن نے جلد موت طاری کر دی۔ (ج) کہا جاتا ہے الوحی الوحی یا کہا جاتا ہے الوحاكَ الوحاك جس کے معنی ہوتے ہیں البدار البدار : جلدی کرو جلدی۔ (د) کہا جاتا ہے القتل باالسّیف اَوحیٰ ای اَسرعَ : قتل بذریعہ تلوار زیادہ سرعت کا قتل ہے۔ (۱)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ (۲)

وَالوحیُ لُغۃً اَلاِ علاَمُ فِی خِفَاءٍ وَالوحیُ ایضاً الکتابۃ والمکتوبُ وَالبعث وَالاِ لھامَ وَالامرُ وَالاِیماءُ وَالاِشارۃ والتصویت شِیئاً بَعدِ شَی وَقیلِ اَصْلُہٗ التفھیمُ وَکلُّ مَادَ للت بہ مِنْ کَلام اَو کتابۃٍ او رِسالۃٍ اَو اِشارۃٍ فَھوَ وَحیٌّ (۳)

لغوی اعتبار سے ''وحی'' بمعنی پس پردہ خبر دنیا یعنی مخفی و رمزیہ گفتگو، نیز وحی بمعنی لکھنا، لکھا ہوا یعنی مکتوب، بھیجنا، دل میں بات ڈالنا یعنی الہام، حکم کرنا، اشارہ کرنا، وقتاً فوقتاً کچھ وقفے و تاخیر سے آواز دینا بھی آتا ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ وحی کی اصل تفہیم یعنی سمجھانا ہے اور ہر وہ چیز جو سمجھانے میں مدد دے

مثلاً گفتگو، تحریر، پیغام بذریعہ قاصد یا اشارہ یہ سب لغتہً وحی
ہے۔

قرآنی استعمال

قرآن کریم نے لفظ ''وحی'' کو اُس کے جامع معانی میں استعمال کرتے ہوئے فرمایا!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝ (۴)

اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں، ان کا ارشاد
نری وحی ہے جو اُن پر بھیجی جاتی ہے۔

یعنی خواہ وہ الفاظ کی بھی وحی ہو (قرآن کریم) یا صرف معانی کی ہو (سنت) اور خواہ وہ وحی جزئی ہو (کسی خاص واقعہ سے متعلق) یا اُس میں کوئی قاعدہ کلیہ بیان ہو۔ (جس سے بعد میں اجتہاد و شرعی احکام کا استنباط ممکن ہو) وہ خدا ہی کی طرف سے ہے اور ہمارے پیغمبر خدا کی طرف غلط بات منسوب نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ لفظ ''وحی'' استعمال کرتے ہوئے فرمایا!

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ز (۵)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف وحی کے ذریعے تم کو ڈراتا ہوں

مصدر وحیاً قرآن کریم میں اس طرح استعمال ہوا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ط اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (۶)

اور کسی بشر کی (حالتِ موجودہ میں) یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کلام فرمادے مگر (تین طریقہ سے) یا تو الہام سے، یا حجاب کے باہر سے یا کسی فرشتے کو بھیج دے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے۔ وہ بڑا عالیشان بڑی حکمت والا ہے۔

آیت میں وحی کے تین طریقے بتائے۔ بذریعہ الہام، بذریعہ پس پردہ گفتگو، بذریعہ فرشتہ۔

فعل اَوحیٰ یُوحی قرآن کریم میں دو طرح استعمال ہوا ہے۔ (الف) ذی رُوح (جاندار خواہ انسان ہو یا غیر انسان) کی طرف وحی کا ذکر ہو تو لفظ اِلٰی کے ساتھ، (ب) غیر ذی روح (غیر جاندار) کی طرف وحی ہو تو لفظ "فی" یا حرف "ل" کے ساتھ۔ ذی روح کی طرف وحی کی لفظ اِلٰی کے ساتھ استعمال کی چار ۴ درج ذیل مثالیں ہیں۔

۱- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ "یوکابد" کی طرف وحی (الہام) کا ذکر لفظ اِلٰی کے ساتھ، اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ فرعون نے ایک بھیانک خواب دیکھا تھا۔ (۷) جس کی تعبیر اسے نجومیوں اور کاہنوں نے یہ بتائی تھی کہ ایک اسرائیلی لڑکے کے ہاتھ سے تیری حکومت کو زوال ہوگا چنانچہ اُس نے اپنی پوری مملکت میں منادی کرا دی کہ جس اسرائیلی عورت کے یہاں بھی لڑکا پیدا ہو اُسے قتل کر دیا جائے اور تفتیش کے لئے پورے ملک میں جاسوس چھوڑ دیئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ "یوکابد" ان کی پیدائش پر سخت پریشان ہو گئیں کہ اب اُن کے نو مولود بیٹے (موسیٰ) کی جان کس طرح بچائی جائے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں اِلقاء کیا کہ وہ ایک صندوق لیں۔ اُس پر رال و روغن کی پالش Polish کریں کہ پانی اندر نہ جاسکے۔ اُس میں اس بچے کو محفوظ کر کے دریائے نیل کے بہاؤ پر چھوڑ دیں۔ (۸)

قرآنی آیت کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو مخفی تلقین کی گئی اور اِطمینان دلایا گیا کہ بچہ محفوظ رہے گا وہ انہیں دوبارہ واپس مل جائے گا اور ہم اُسے پیغمبر بنائیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا!

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (۹)

ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ پھر جب

تم کو ان کی نسبت (جاسوسوں کے مطلع ہونے کا)۔ اندیشہ ہو تو (بے خوف و خطر) ان کو دریا (نیل) میں ڈال دینا اور نہ تو (غرق سے) اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا (کیونکہ) ہم ضرور ان کو تمہارے ہی پاس واپس پہنچادیں گے اور (پھر اپنے وقت پر) ان کو پیغمبر بنادیں گے۔

۲۔ شیاطین کی اپنے دوستوں (بدمعاشوں، بدکرداروں) کی طرف وحی کا ذکر لفظ اِلٰی کے ساتھ۔ یعنی شیطان کا بدکرداروں اور فاسقوں کے دل میں وسوسے ڈالنا اور شکوک و شبہات پیدا کرنا اور دین کے بارے میں اعتراضات گھڑنا تاکہ اُس کے بدکردار دوست دینداروں سے جھگڑیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا!

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓـِٕھِمْ لِیُجَادِلُوْ کُمْ ج
وَاِنْ اَطَعْتُمُوْھُمْ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُوْنَ ○ (۱۰)

اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں تاکہ یہ تم سے (بیکار) جھگڑا کریں اور اگر (خدانخواستہ) تم اِن لوگوں کی اطاعت (عقائد و اعمال میں) کرنے لگو تو تم مشرک ہو جاؤ۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حواریوں (مددگاروں) کی طرف وحی (لطیف و مخفی اشارہ) لفظ اِلٰی کے ساتھ: قرآن کریم میں ارشاد فرمایا!

وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ج
قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْھَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○ (۱۱)

اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی بھیجی (اُنہیں مخفی اشارہ دیا) کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ اُنہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیئے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں۔

۴۔ شہد کی مکھی کی طرف اللہ کی وحی (یعنی اُس کی فطری تعلیم: قدرت نے اُس کی

فطرت میں یہ رکھ دیا کہ وہ درختوں وغیرہ پر اپنا شہد کا چھتہ بنائے) لفظ اِلٰی کے ساتھ ۔ قرآن کریم میں ہے!

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۝ (۱۲)

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی بھیجی (پس اُس کی فطرت میں یہ بات ڈال دی) کہ تو پہاڑوں میں گھر بنائے اور درختوں میں (بھی) اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں اُن میں۔

یہ مذکورہ چاروں مثالیں ایسی تھیں جہاں جانداروں کی طرف وحی بھیجے جانے کا ذکر تھا خواہ وہ انسان ہوں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یا اُن کے حواری اور خواہ غیر انسان جیسے شیاطین الجن یا جانور جیسے شہد کی مکھی۔ اور اب قرآن کریم سے دو ایسی مثالیں جہاں غیر جاندار (غیر ذی روح) کی طرف لفظ "فی" یا حرف "ل" کے ساتھ وحی کا ذکر ہے۔

۱- وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ط (۱۳)

(سات آسمان بنادیئے) اور ہر آسمان میں اُس کے کام کی وحی کر دی (یعنی اُس کے مناسب حکم فرشتوں کو بھیج دیا)

۲- یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَهَا ۝ ط (۱۴)

اُس روز (قیامت میں) زمین اپنی سب (اچھی بُری) خبریں بیان کرنے لگے گی اس سبب سے کہ آپ کے رب نے اُسے اس کی وحی کر دی (یعنی اُس دن اللہ پاک کا زمین کو یہی حکم ہوگا)۔

وحی کے اصطلاحی معنی

لغوی طور پر اتنے کثیر معانی رکھنے کے باوجود لفظ "وحی" جب کسی نبی یا رسول کی طرف نسبت کرکے بولا جائے تو پھر اُس کے مخصوص شرعی معنی ہوتے ہیں۔ یعنی!

هُوَ کَلَامُ اللّٰهِ الْمُنَزَّلُ عَلٰی نَبِيٍّ مِنْ اَنْبِیَاءِهٖ عَلَیْهِمُ

38194

السّلامُ (۱۵)

وحی اللہ پاک کا ایسا کلام ہے جو انبیاء و رسل میں سے کسی بھی نبی یا رسول پر اللہ کی طرف سے نازل ہو۔

امامِ حدیث حضرت علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ وحی کے اصطلاحی معنی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں!

وَشَرعَاً اَلاِ علامُ بِالشَّرع ، وَقدیُطلَق الوحیُ وَیراد به اسمُ المفعول اَی اَلْموحَیٰ وَھُوَ کَلامُ اللّٰہِ الْمُنَزّل عَلی النَّبِی صَلّی اللّٰہ عَلیه وسلّمْ (۱۶)

اور شرعی اصطلاح میں "وحی" شرعی حکم بتانے کو کہتے ہیں اور کبھی لفظ وحی بول کر اُس کا اسم مفعول مراد لیا جاتا ہے یعنی موحیٰ (جو وحی کی گئی) اور وہ اللہ کا کلام ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیا گیا۔

بندگانِ خدا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء و رسل پر اللہ پاک کی طرف سے خصوصی احکامات، صحیفے اور کتب (مثلاً توراۃ، زبور، انجیل، قرآن، حضرات ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے صحیفے یا دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ احکام و فرامین) نازل ہوتی رہی ہیں جن کا جابجا قرآنی آیات و احادیث میں ذکر ہے۔ اصطلاحاً یہی احکامات صحیفے و کتب وحی کہلاتے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ۝ (۱۷)

ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوحؑ کے پاس بھیجی تھی اور اُن کے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہم نے ابراہیمؑ،

اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ اور عیسیٰؑ اور
ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کے پاس وحی بھیجی تھی
اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی تھی۔

یعنی آج کے کفار اُس وحی محمدی پر متعجب نہ ہوں۔ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے پیغمبروں پر وحی بھیجنا ہمارا ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے۔

آیت میں حضرتِ نوح علیہ السلام سے وحی کا ذکر شاید اس لئے شروع ہوا کہ اس سے پیشتر حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے جو وحی شروع ہوئی وہ اپنی ابتدائی حالت میں تھی اور مخلوق خدا کو سمجھانے کی ایک نرم سی کوشش جس پر شدید مواخذہ نہ تھا جبکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے جب احکام خداوندی قدرے واضح اور ذہن نشین ہو گئے تو وحی کی مخالفت و سرکشی پر طوفان نوح جیسا شدید مواخذہ شروع ہوا۔ یا پھر جیسا کہ بعض مفسرین و شارحینِ حدیث نے لکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پیشتر وحی ربانی امور تکوینیہ سے متعلق تھی اور اُس میں حلال و حرام کے اتنے زیادہ احکام نہ تھے جبکہ حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں کفر کافی عام ہو چکا تھا اور اب اُس کا ابطال اور اُس پر عتاب ضروری ہو گیا تھا۔ اس لئے یہاں آیت میں وحی الٰہی کے ذکر کی ابتداء حضرت نوح علیہ السلام کے نسبتاً زیادہ اہم تشریعی دور سے ہوئی۔

اِمام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے درسِ بخاری کے دوران اُن کے لائق شاگرد حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی (۱۸) نے اُن کی جو تقاریر قلمبند کیں اور جو بعد میں ایک کتاب کی شکل میں مصر سے طبع ہوئیں اُس میں اس آیت کے بارے میں حضرت امام العصر کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ ارشاد فرماتے ہیں!

وَانّما خصَّ نُوْ حاً بِالذّکرِ وَلَم یَذْکر آدمَ عَلیہ السلام
لِان الَوحیَ قبلہُ کَانَ فی الامُور التکو ینیۃ وَلم یَکُن فیہ
کَثیرُمن اَحکام الْحَلاَلَ وَالْحَرام ...... ثمّ تَغیَّرت
شَاکلتہُ مِنَ زَمَنْ نوح فنزلت الاَ حْکام والشَّرَائِع ......

فَهُوَ آدَمُ الثَّانِي و مِنْه نشر العَالم مِنْ بَعْدِ لَقه (۱۹)

(آیتِ مذکورہ میں) حضرت نوح علیہ السلام کا خصوصی طور پر ذکر کیا (یعنی وحی کے ذکر میں ابتداء اُن کے ذکر سے کی) اور حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر نہ کیا اس لئے کہ وحی حضرت نوح علیہ السلام سے پیشتر اُمورِ تکوینیہ کے بارے میں ہوا کرتی تھی اور وحی میں حلال و حرام کے احکام زیادہ نہ ہوتے تھے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "رسالہ تاویل الحدیث" میں بیان فرمایا ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اُتارے گئے تو اُنہیں زراعت کے لئے بیج seeds دیئے گئے اور آپ کے اکثر احکام اسی سلسلے کے تھے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے صورتِ حال تبدیل ہو گئی تو احکام و شرائع کا نزول ہوا۔ جیسا کہ تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ (حضرت آدمؑ کے بیٹے) قابیل کی چھٹی پشت میں کفر ظاہر ہوا اور سب سے پہلے رسول جنہیں اللہ تعالیٰ نے کفر مٹانے کے لئے بھیجا وہ حضرت نوح علیہ السلام تھے اور آپ سے پہلے کفر نہ تھا اور اسی لئے آپ کا لقب نبی اللہ ہوا کیونکہ وہ پہلے نبی تھے جو کفر مٹانے کے لئے بھیجے گئے اور اب تمام دنیا انہی کی نسل سے ہے پس وہ "آدم ثانی" تھے اور مکمل تباہی کے بعد دنیا اُنہی سے پھیلی۔

امام قرطبیؒ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاءؑ بھیجے جن میں ۳۱۳ صاحبِ شریعت رسول تھے۔(۲۰) ان انبیاءؑ و رسل کو اللہ پاک کی طرف سے جو احکامات، کتابیں یا صحیفے ملتے رہے اور مخلوق کی اصلاح احوال کے لئے اُن پر اللہ پاک کا جو کلام نازل ہوتا رہا وہ سب شرعی

اصطلاح میں وحی ہے۔

وحی کی حقیقت

اللہ پاک نے جس طرح سات زمین و سات آسمان پیدا فرمائے جس کا قرآن کریم میں متعدد جگہ ذکر ہے اِسی طرح انسانی تخلیق میں بھی سات درجے رکھے اور سات انسانی غذاؤں کا ذکر فرمایا۔ انسانی تخلیق کے سات مراحل و درجات کا ذکر سورۃالمومنون، آیت ۱۲ تا ۱۴ میں اس طرح آیا ہے۔ ۱-سُلٰلَةٍ مِنْ طِيْنٍ : مٹی کا خلاصہ یعنی غذا، ۲-نُطْفَةٍ فِي قَرَارٍ مَكِيْنٍ : ایک محفوظ مقام یعنی ''رحمِ مادر'' میں ایک معینہ مدت تک پانی کی بوند یعنی نطفے کا رہنا۔ ۳-عَلَقَةٍ : اُس نطفے کا جما ہوا خون یا خون کا لوتھڑا بن جانا، ۴-مُضْغَةً : اُس خون کے لوتھڑے کا گوشت کی بوٹی بن جانا۔ ۵-عِظَاماً : گوشت کی بوٹی کے بعض اجزا پر ہڈیوں کی تخلیق ہونا، ۶-فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْماً : ان ہڈیوں کے ڈھکنے کے لئے اُن پر گوشت کی تخلیق، ۷-ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقاً آخَر : رحمِ مادر میں بچہ میں روح کا پھونکا جانا۔ ایک جامد و بے جان و ناپاک پانی کی بوند کیسی خوبصورت انسانی شکل اختیار کر گئی۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ○

سو کیسی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔

یہ تو انسانی تخلیق کے سات مراحل کی بات تھی اور اب انسانی بقاء کے لئے سات مختلف غذاؤں کا ذکر۔ رحمِ مادر میں تو انسان اندرونی غذا حاصل کر رہا تھا۔ ماں کے رحم سے اَب دنیا میں آیا تو خارجی غذا کی ضرورت ہوئی۔ قرآن کریم نے اُس کے لئے سات ۷ بیرونی غذاؤں کا بیان بھی فرمادیا۔ ۸۰ سورۃ عبس، آیات ۲۷ تا ۳۱، میں اُس کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی۔

۱-حَبًّا : غلہ، ۲-وَعِنباً : اور انگور، ۳-وَقضباً : اور ترکاری، ۴-وَزَيْتُوناً : اور زیتون، ۵-وَنَخْلاً : اور کھجور، ۶-وَحَدَائِقَ غُلباً : اور گنجان باغ، ۷-وَفَا كِهَةً : اور میوے اور آخر میں اِن ساتوں غذاؤں کے متعلق فرمایا! متاعاً لکم : یہ تمہارے

فائدے کے لئے ہیں۔

انسان کی تخلیق ہوئی۔ انسانی حیات کے بقاء کا بیرونی غذا کے ذریعہ انتظام ہوا لیکن انسان کو تو قدم قدم پر ہدایت و روشنی کی بھی ضرورت ہے۔ اِس رہنمائی و روشنی کے بغیر نہ وہ اپنی غذا حاصل کر سکتا ہے اور نہ زندگی کے دیگر مشکل مراحل میں آگے قدم بڑھا سکتا ہے تو خالقِ کائنات نے ہر ہر قدم پر اُس کو یہ رہنمائی و روشنی بھی فراہم کی۔ ابھی بچہ پیدا ہوا ہے ماں کے پیٹ سے اِس دنیا میں آیا ہے کہ اُسے سکھا دیا کہ وہ ماں کے سینہ سے دودھ چوس کر اس طرح اپنی غذا حاصل کرے۔ اُس کی فطرت میں یہ بات ڈال دی کہ پیدا ہوتے ہی چوسنا شروع کر دے۔ ذرا بڑا ہوا تو جہانِ رنگ و بو کے گرم و سرد سے واقف ہوا۔ چیزوں کو چھوا تو پتہ چلا یہ گرم ہے یہ سرد، اس سے بچنا ہے۔ اس سے نہیں۔ ناک سے سونگھا تو خوشبو و بدبو کی تمیز ہوئی۔ زبان سے چکھا تو تلخ و شیریں، خوش ذائقہ و بدذائقہ کا اندازہ ہوا۔ آوازوں کو سُنا تو سُریلی اور غیر سُریلی آواز کو پہچانا۔ مختلف مناظر دیکھے تو خوشنما و بدنما اور حسین اور کریہہ المنظر کے فرق کو سمجھا، اس طرح اب بذریعہ "حواس" قدرت نے اُس کی وہ رہنمائی فرمائی جو پہلے بذریعہ "وجدان" فرمائی تھی، لیکن انسان کو زندگی کے کٹھن مراحل میں ابھی مزید ہدایت و روشنی کی ضرورت تھی کہ نقصان دہ و غیر نقصان دہ کو پہچان سکے۔ اب قدرت نے بذریعہ "عقل" اُس کو یہ ہدایت و روشنی فراہم کی۔ عقل نے اُسے بتایا کہ آگے گہرا گڑھا ہے۔ اگر وہ اور آگے گیا تو اس میں گر کر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ تیز دھار تلوار ہے۔ اس پر ہاتھ رگڑے گا تو اُس کے ہاتھ سے خون جاری ہو جائے گا، یہ زہر ہے، اسے کھائے گا تو مر جائے گا۔ یہ ہدایت و رہنمائی بذریعہ "عقل" ہے۔

عقل بلاشبہ متعدد شعبوں میں انسان کی رہنمائی کرتی، اُسے اشرف المخلوقات بناتی اور دیگر مخلوقات سے اُسے امتیاز عطا کرتی ہے۔ لیکن زندگی کے پھر بھی کتنے ہی ایسے شعبے ہیں جن کے حل میں عقل درماندہ و عاجز ہے۔ عقل کی ایک کمزوری یہ ہے کہ وہ رنگ، نسل، زبان، مقامی روایات و جغرافیائی حدود اور جذبات و خواہشات کی بندشوں میں جکڑی ہوئی ہے اور ایک مخصوص مقامی و گروہی انداز میں سوچتی ہے۔ اِسی مقامی و گروہی سوچ کے نتیجے میں ایک قوم کا ہیرو دوسری قوم کے صاحبانِ عقل کی نظر میں دہشت گرد ہوتا ہے اور ایک گروہ

انسانی کا ماہر صنعتکار دوسرے گروہِ انسانی کی نظر میں استحصالی بازی گر اور غریبوں کا خون چوسنے والا ہوتا ہے۔ قوموں کے معاشی، سیاسی و معاشرتی مفادات کے ٹکراؤ کے نتیجے میں ایک قوم کا محسن دوسری قوم کے عقلاء کی نظر میں ظالم و سفاک ٹھہرتا ہے اور یہ تو صرف دائرۂ محسوسات سے متعلق بات تھی۔ ماوراء محسوسات کا تو عقل بالکل ہی ادراک نہیں رکھتی۔ تو سوال یہ ہے کہ اب انسان راہِ ہدایت کیسے تلاش کرے۔ اپنے بعض انتہائی پیچیدہ مسائل کیسے حل کرے اور تاریکی سے کیسے روشنی میں آئے؟

جس قدرت نے انسان کو زندگی کے ابتدائی مراحل میں بغیر ہدایت و روشنی نہ چھوڑا اور بذریعہ "وجدان" اور پھر بذریعہ "حواس" و بذریعہ "عقل" ضروری معلومات فراہم کیں اب زندگی کے نسبتاً زیادہ مشکل مراحل میں اُسے کیسے بے یار و مددگار چھوڑتی۔ چنانچہ اس مرتبہ قدرت نے انسان کو ایسی مکمل ہدایت، ایسی کامل روشنی اور ایسی جامع رہبری سے نوازا کہ مرتے دم تک کسی مشکل مسئلے کے حل میں اُسے دشواری نہ پیش آئے اور یہ ہدایت بذریعہ وحی الٰہی تھی، یہ کامل روشنی انسان کو وحی خداوندی کی صورت میں ملی۔ یہ ایسا ذریعہ ہدایت ہے جس مین نہ کجی ہے نہ بل، نہ ابہام ہے نہ نقص، اللہ کی پاک ذات نے جو تمام انسانوں کا خالق اور اُس کے تمام مسائل و مشکلات سے آگاہ ہے پاک روح (جبرئیلؑ) کے ذریعہ اپنے ایسے پاک بندوں (انبیاءؑ و رسلؑ) پر جو ہر قسم کے گناہوں اور عیوب سے معصوم ہیں زندگی کے سدھار اور انسان کی ذہنی و فکری ترقیوں کو درجۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایسی جامع ہدایات بھیجیں جو ہر طرح کی غلطیوں سے محفوظ و جملہ تعصّبات سے بالا ہیں۔ ارشاد ربّانی ہے!

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ (۲۱)

جس میں غیر واقعی اور جھوٹ بات نہ اُس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اُس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا۔

یہ ہدایات عقائد کی درستگی سے بھی متعلق ہیں، اعمال کی درستگی سے بھی، معاملات سے بھی متعلق ہیں اور اخلاق و آداب سے بھی، معاشی زندگی سے بھی متعلق ہیں اور سیاسی و معاشرتی زندگی سے بھی یہ اللہ کی روشن دلیلیں ہیں اور مخلوق پر اُس کی رحمتیں ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا!

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ (۲۲)

یہ گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت ورحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

یہی وحی کی حقیقت ہے کہ وہ ایسی ہدایت ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں۔ وہ سارے عالم کے لئے ہے اور اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ (۲۳)

اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت ورحمت ہے۔

وحی، اِلہام، اِلقاء، کشف

اِن سب میں یہ بات تو تقریباً مشترک ہے کہ بات دل میں ڈالی جاتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر جب وحی کا نزول ہو یا اُن کے قلب پر من جانب اللہ الہام ہو تو وہ اُن کے لئے بھی واجب العمل ہے اور دوسروں (اُن کے اُمتیوں) کے لئے بھی جبکہ دیگر صورتوں میں ایسا نہیں ہے۔ مثلاً حضرات اولیااللہ علیہم الرحمۃ پر الہام ہو یا القاء یا کشف وہ اُن کے عمل کے لئے تو ہے، دوسروں کے لئے اُس پر عمل واجب نہیں۔ بلکہ اگر اُنہیں محسوس ہو جائے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے تو اس سے اجتناب لازم ہے۔

۱۔ الہام

لھم (باب سَمِعَ یَسمَعُ) مصدر لَہْماً اور لَہَماً: کسی چیز کو ایک مرتبہ میں نگل جانا، مثلاً لقمہ یکدم نگل جانا یا پانی کا گھونٹ حلق سے اُتار لینا۔ جب یہ اَلْھَمَ متعدی کے طور پر استعمال ہو جس کا مصدر الہاماً ہے۔ مثلاً کہا جائے!

> اَلْھَمَ اللّٰه فُلاناً خیراً اَیْ اَوحیٰ اِلَیه بِهٖ وَ لَقَّنَهٗ اِیَّاه وَ وَفَّقَهٗ لَهٗ
>
> اللہ پاک نے فلاں شخص پر خیر و نیکی کا الہام کیا، یعنی اُس کے دل میں بات ڈالی۔ اُسے تلقین کی اور اُسے خیر و نیکی سے آگاہ کیا۔

یعنی اُس کے دل میں ایک ایسا داعیۂ خیر پیدا کر دیا کہ وہ اچھے عمل کو اختیار کرے اور برا عمل ترک کر دے۔(۲۴)

حضرت امام راغب اصفہانیؒ ارشاد فرماتے ہیں!(۲۵)

> الالھام. القاء الشی فی الروع ویختص ذلک بما کان من جھة اللّٰه تعالیٰ وجھة الملاء الا علیٰ قال تعالیٰ فالھمھا فجورھا وتقواھا (۲۶)
>
> الہام۔ کسی چیز کا دل (کے سیاہ نقطہ۔ دل میں خوف و ڈر کی جگہ) میں ڈالنا اور یہ اُس چیز کے دل میں ڈالے جانے کے ساتھ مخصوص ہے جو من جانب اللہ اور من جانب ملاء اعلیٰ ہو چنانچہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا! ”پھر اللہ نے نفس انسانی پر بدی و نیکی واضح کر دی۔“

اور آگے حضرت امامؒ فرماتے ہیں کہ یہ کچھ اُسی طرح کی تعبیر ہے جیسے حدیث شریف میں ”لمة الملك“ (فرشتہ کا لمہ) یانفث فی الروع (دل میں اس بات کا پھونکا جانا) کے الفاظ آئے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے!

ان للملك لمة و للشيطان لمة

ایک فرشتہ کا لمہ ہے (یعنی الہام) اور ایک شیطان کا لمہ (یعنی وسوسہ)

ایک حدیث شریف میں ہے!

ان روح القدس نفث فی روعی

حضرت جبرئیلؑ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی۔

۲- اِلقاء

اس کے معنی ڈالنے یا پھینکنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے!

القی الشئ الی الارض ای طرحه

اُس نے چیز زمین پر ڈال دی یعنی پھینک دی۔

قرآن مجید میں ہے کہ جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا!

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى○ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ج (۲۷)

پھر اُنہوں نے (جادوگروں نے) کہا اے موسیٰ آپ (اپنا عصا) پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو۔

جب یہ لفظ "فی" کے ساتھ استعمال ہو تو اس کے معنی ہیں "رکھنا" چنانچہ قرآن کریم میں ہے!

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ - (۲۸)

اور اُس نے زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ (زمین) تم کو لے کر (ڈگمگانے) اور ہلنے نہ لگے۔

جب یہ لفظ اِلیٰ کے ساتھ استعمال ہو تو اس کے معنی ہیں پہنچا دینا۔ حضرت مریم کے رحم میں بذریعہ نفخ جبرئیلؑ حضرت عیسیٰ کا حمل قرار پا جانا اور اس طرح بغیر باپ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق قرآن کریم میں ہے۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز (۲۹)

مسیح عیسیٰ بن مریمؑ تو اور کچھ بھی نہیں (یعنی وہ اللہ کے بیٹے نہیں) البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ایک کلمہ ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہنچایا تھا۔

یعنی کلمۂ پیدائش جس کو بذریعہ نفخ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت مریمؑ کے جسم میں پہنچادیا۔ اولیاء اللہ کے قلوب میں من جانب اللہ اسی طرح کلماتِ خیر ڈالے جاتے ہیں یا اُن تک کسی طریق سے پہنچادیے جاتے ہیں، اُسے ''القاء'' کہا جاتا ہے لیکن یہ وحی یا الہام انبیاء کی طرح دوسروں کے لئے واجب العمل نہیں ہوتے۔

۳۔ کشف

کشف (باب ضرب یضرب) مصدر کشفا و کاشفة بہ معنی ظاہر کرنا کھولنا۔ **کشف بمعنى اظهره و رفع عنه مايواريه او يغطيه** (جو چیز اُسے ڈھانپے ہوئی تھی اور چھپا رہی تھی اُسے کھول دیا اور دور کردیا۔) عربی میں دعائیہ انداز میں کہا جاتا ہے **كشف الله غمه اى ازاله** (اللہ اُس کے اُس غم کو زائل کردے جس نے اُسے چھپایا ہوا تھا)۔(۳۰)
اللہ پاک نے اس انسانی کمزوری کا بیان کرتے ہوئے کہ جب انسان پر بُرا وقت پڑتا ہے اور وہ تکلیف میں ہوتا ہے تو لیٹے بیٹھے کھڑے ہر وقت خدا کو پکارنے لگتا ہے اور جیسے ہی تکلیف دور ہوئی وہ خدا کو ایسے بھول جاتا ہے جیسے اُسے کبھی کوئی تکلیف نہ تھی ارشاد فرمایا!

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ط (۳۱)

پھر ہم اُس کی وہ تکلیف اُس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اُس کو پہنچی تھی اُس کے ہٹانے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔

یہ کشف کے لغوی معنی تھے۔ حضراتِ صوفیہؒ کی اصطلاح میں کشف کے بارے میں شیخ طریقت مولانا سید زوّار حسین شاہؒ فرماتے ہیں!(۳۲)

> عادت کے خلاف باتوں کا کسی شخص سے واقع ہونا خوارق عادات کہلاتا ہے۔اس کی چند قسمیں ہیں جن میں سے ایک "کشف" بھی ہے اور اُس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱- کشفِ کونی

> وہ یہ کہ موجودات کے حالات جو اُس کی نظر سے غائب ہیں خواہ زمانہ ماضی کے ہوں یا مستقبل کے اُس پر ظاہر ہو جائیں جیسا کہ بیہقیؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لئے ایک لشکر بھیجا اور اُس لشکر کا امیر ساریہ نام کے ایک شخص کو بنایا چنانچہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ عین خطبے ہی میں آپؓ نے آواز دی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی پشت سے ہوشیار ہو جاؤ، آپ نے یہ آواز اُس وقت دی تھی جبکہ کفار پہاڑ کے پیچھے مسلمانوں کی گھات میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اتنی منزلوں کی دوری کے باوجود سب نظر آگیا۔اِسی لئے ساریہ کو خبردار کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو وہاں تک پہنچادیا۔

۲- کشفِ الٰہی

> یعنی اپنے اور دیگر سالکوں کے احوال سے سلوک کے راستہ میں خبردار ہو جائے اور ہر ایک کے متعلق اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کے مرتبہ کا پتہ لگ جائے اور وہ تمام علوم جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق رکھتے ہیں، اِسی قسم سے ہیں بشرطیکہ عالمِ مثال میں کشف کی آنکھ سے دیکھے۔

خوارق کی ایک قسم الہام بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صوفی کے دل میں کوئی علم القاء کر دے اور ہاتف غیبی (فرشتے) کا کلام بھی اسی شمار میں ہے۔ اکثر دفعہ نفس اور شیطان کی طرف سے بھی ایک قسم کا القاء ہو تا ہے۔ اُس کو وسوسہ کہتے ہیں۔ الہام اور وسوسہ میں یہ فرق ہے کہ الہام سے صوفیہ کے دل کو اطمینان اور سکون حاصل ہو تا ہے اور وسوسہ سے اطمینان حاصل نہیں ہو تا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے!

اِستفت نفسك وان افتاك المفتون

اپنے دل سے بھی فتویٰ پوچھ لیا کر داگرچہ فتویٰ دینے والے تجھ کو فتویٰ دیں۔

یعنی اگرچہ علماء ظاہرِ حال پر فتویٰ دیں لیکن صوفی کو چاہئے کہ اپنے دل سے بھی فتویٰ پوچھے۔ بات یہ ہے کہ صوفی کا دل حرام سے طبعی طور پر نفرت کرتا ہے اگرچہ باعتبار ظاہر کے علماء اس کو جائز اور مباح کہتے ہوں۔ ان لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِتّقُوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله (ترمذی)

مومن کی فراست و عقلمندی سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے (جو کہ اُس کے دل میں ہے) دیکھتا ہے۔ (۳۳)

قاضی زین العابدین (اُستاد تفسیر جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ دہلی) الہام و کشف کے فرق اور اولیاء کرامؒ کے الہام کے حجتِ شرعیہ نہ ہونے کے بارے میں جبکہ انبیاء کرامؑ کے الہام کے حجتِ شرعیہ ہونے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں!

حضرت مجدد سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ الہام اور کشف میں فرق

یہ ہے کہ کشف کا تعلق حسیات سے ہوتا ہے اور الہام کا وجدانیات سے اور غالباً الہام اقرب الی الصواب (صحیح سے قریب تر) ہوتا ہے۔ کیونکہ کشف میں رفع حجاب (پردہ اٹھانا) ہوتا ہے اور الہام میں کسی مضمون کا دل میں ڈالنا (فیض الباری ص ۱۹، ج۱)، (اہل سنت و الجماعت کے مسلک کے مطابق) اولیاء کرامؒ کا الہام حجتِ شرعیہ نہیں ہوتا البتہ انبیاء کرامؑ کا الہام حجتِ شرعیہ ہوتا ہے کیونکہ وہ وحی کی ہی ایک قسم ہے۔ (۳۴)

وحی کی ضرورت و اہمیت

اس سلسلے میں بنیادی بات جو ایک عظیم اور ناقابل انکار تاریخی حقیقت بھی ہے یہ ہے کہ ابتداء آفرینش سے اَب تک انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں وجود کائنات اور مقصد وجود کائنات سے متعلق مختلف فلسفے جنم لیتے رہے، لیکن جلد ہی مٹتے بھی رہے اور حیاتِ انسانی اور مقصدِ حیاتِ انسانی سے متعلق مختلف نظریئے وجود میں آتے رہے، لیکن جلد ہی معدوم بھی ہوتے رہے۔ (کمیونزم اور سوشلزم جدید دور کی تاریخ کی صرف دو مثالیں ہیں) اگر کسی واحد نظریۂ حیات کو تاریخی تسلسل اور دوام حاصل رہا اور اگر کوئی واحد تحریک انسانی دل کی دھڑکنوں سے قریب تر رہی کہ وہ فطرتِ انسانی کے عین مطابق تھی تو صرف اور صرف وہ نظامِ حیات تھا جو وحی الٰہی سے ہم آہنگ اور اُس پر مبنی تھا۔ کسی دوسرے نظریۂ حیات میں نہ وہ جامعیت تھی نہ ہمہ گیری کہ انسانی حیات کے مختلف النوع مسائل کا احاطہ کرسکے یا اُن کا اطمینان بخش حل پیش کرسکے۔ جس میں انسان کی اندرونی روحانی زندگی و اعتقادات، قلبی و باطنی جسمانی و مالی عبادات اور بیرونی زندگی و معاملات، جنایات و عقوبات مناکحات و معاوضات، مخاصمات و امانات، مزاجر و عادات، حقوق و فرائض و اخلاقیات، اقتصادیات و سیاسیات وغیرہ سب کا حل مل سکے۔ یہی وحی کی بدیہی ضرورت اور اُس کی اہمیت ہے۔

وحی کی ضرورت اور اُس کی اہمیت کے منکر کفارِ مکہ نے جب وحی محمدی پر تعجب کیا

تو اُن سے یہی کہا گیا کہ یہ کوئی نئی چیز تو نہیں کہ اس پر اتنا تعجب کیا جائے یا اس کا انکار کیا جائے۔ اس کو تو تاریخی تسلسل حاصل ہے۔ اُصولِ دین، توحید، رسالت و بعثت وغیرہ تو پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی یہی رہے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ (۳۵)

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اُس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰ اور عیسیٰؑ کو (مع اُن کے سب اتباع کے) حکم دیا تھا۔ (اور اُن کی امم کو یہ کہا تھا) کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا)

اور یہ کہ وحی محمدی پہلے انبیاء کی وحی کا ہی ایک مرحلہ ہے چنانچہ فرمایا!

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ (۳۶)

اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔

آپ ان شریر کافروں کی مخالفت کی بالکل پرواہ نہ کیجئے اور صاف کھول کھول کر مضامین بیان کیجئے کہ ان تعلیمات کی بنیاد پر آئندہ تاریخ میں اہم اصلاحی تبدیلیاں آنی ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا!

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۳۷)

غرض آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اُس کو (تو) صاف صاف سنا دیجئے اور ان مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے۔

اس وحی کے ذریعہ ظلمتوں کو چھانٹنا، اندھیروں کو مٹانا اور انسانیت کو روشنی کی طرف لانا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا!

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ (۳۸)

وہ (رحیم) ایسا ہے کہ اپنے بندہ (خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر صاف صاف آیتیں بھیجتا ہے تاکہ وہ تم کو (کفر و جہل کی) تاریکیوں سے روشنی کی طرف لائے۔

معاشرتی زندگی میں انصاف کا بول بالا کرنا ہے اور اپنے دشمنوں سے بھی انصاف کرنا ہے کہ انصاف تقویٰ سے قریب ہے جو مومن کی پسندیدہ خصلت ہے چنانچہ ارشاد فرمایا!

كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (۳۹)

اللہ تعالیٰ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص لوگوں کی عداوت و دشمنی تم کو اس پر باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

تمہیں راتوں کو کم سونا وقت صبح استغفار کرنا اور اپنے مال میں سے غریب و محتاج کا حق ادا کرنا اور اُس کی ضرورت پوری کرنا ہے، چنانچہ فرمایا!

كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (۴۰)

وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور صبح کے وقت استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سوالی و غیر سوالی کا حق تھا۔

تمہیں امانتیں امانت والوں کو واپس کرنی ہیں اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے، چنانچہ فرمایا!

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ (۴۱)

بے شک تم کو اللہ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو اُن کے حقوق پہنچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو۔

فضول قتل و غارت گری سے اجتناب کرو اِلّا یہ کہ قتل بنا بر حق ہو۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ (۴۲)

اور جس کا خون کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اُس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق پر، اس کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے۔

ذخیرہ اندوزی نہ کرو کہ یہ معاشی لعنت ہے اور اس سے مخلوق خدا معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہوتی ہے!

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ (۴۳)

اور جو لوگ (غایت حرص سے) سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ اُن کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔

بین الاقوامی معاہدوں کی پابندی کرو کہ یہی شریف قوم کا وتیرہ ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے!

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (۴۴)

اور عہد (مشروع جس میں تمام احکام الٰہیہ و بین الاقوامی

معاہدات آگئے) کو پورا کرو بیشک (ایسے) عہد کی باز پرس ہونے والی ہے۔

یہ صرف چند قرآنی آیتیں مثال کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ دیگر آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ میں پوری تفصیل کے ساتھ انسانی حقوق و فرائض، اُمور سیاست و معیشت و معاشرت اور حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ کے متعلق ہدایات موجود ہیں اور یہی وحی کی ضرورت و اہمیت ہے کہ انسانی زندگی وحی الٰہی کے بغیر ایک بنجر زمین کی مانند ہے جس میں نیکی کے خوشبودار پھول یا آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا تقویٰ کا سبزہ کبھی نہیں اُگ سکتا۔

وحی کی مختلف اقسام

مختلف اعتبارات سے وحی کی مختلف اقسام ہیں مثلاً اس اعتبار سے کہ لفظ "وحی" کا اطلاق لغتاً غیر انسان کے لئے بھی ہوا۔ انسان لیکن غیر نبی کے لئے بھی اور انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱- وحی جبلّی

یہ وحی کی وہ قسم ہے کہ اللہ پاک نے کسی مخلوق کی جبلت و فطرت میں ایک بات ڈال دی اور اس جبلی خدائی تعلیم کے باعث وہ مخلوق اُسی طرح عمل کرتی ہے۔ اس کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے!

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۙ(۴۵)

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں بات ڈال دی کہ تو پہاڑوں میں گھر بنالے اور درختوں میں بھی اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں اُن میں۔

۲- وحی جزئی

یہ وحی کی وہ قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی کسی غیر نبی کی طرف حضرت جبرئیل علیہ

السلام کے ذریعے بھیجیں جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے منہ یا گریبان میں دم کرنے آئے اور اس نفخ جبرئیل کے نتیجے میں اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حمل قرار پایا اور ان کی پیدائش کا سبب بنا چنانچہ قرآن مجید میں ہے!

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ (۴۶)

پس ہم نے اُن کے پاس (مریم کے پاس) اپنے فرشتہ جبرئیلؑ کو بھیجا اور وہ اُن کے سامنے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (کچھ) خداترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جائے گا) فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

اس وحی جزئی کی دوسری شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی غیر نبی کے دل میں بذریعہ الہام کوئی بات ڈال دے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ "یوکابد" کے دل میں اللہ پاک نے یہ ڈال دیا کہ وہ اپنے بچہ (حضرت موسیٰ) کی جان کی طرف سے فکر مند نہ ہوں۔ ان کو فی الحال دودھ پلائیں اور جب واقعی فرعونی جاسوسوں سے اُن کی جان کا خوف ہو تو اُن کو ایک صندوق میں محفوظ کر کے دریا کے رخ پر صندوق بہادیں۔ یہ بچہ پھر آپ کو مل جائے گا۔ اس جزئی وحی کا ذکر کرتے ہوئے آیت میں فرمایا!

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ (۴۷)

ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ پھر جب تم کو ان کی نسبت (جاسوسوں کے مطلع ہونے کا) اندیشہ ہو تو

(بے خوف و خطر) ان کو دریا (نیل) میں ڈال دینا اور نہ تو (غرق سے) اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا کیونکہ ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچا دیں گے۔

۳- وحی نبوت

(وحی کلی) یہ وحی کی معروف اصطلاحی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی کے مختلف طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ سے اپنے کسی نبی یا رسول کی طرف وحی بھیجے، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعونی جادوگروں سے معاملہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی گئی کہ آپ ان جادوگروں کے سامنے اپنا عصا پھینکیں، آپ کا وہ عصا اژدھا بن گیا اور جادوگروں کے سب سانپ نگل گیا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَايَاْفِكُوْنَ ۝ ؕ (۴۸)

اور ہم نے موسیٰ کو (بذریعہ وحی) حکم دیا کہ آپ اپنا عصا ڈال دیجئے۔ سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اُس نے (اژدھا بن کر) اُن کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا۔

یا جیسے اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ہدایت کی کہ آپ دین ابراہیمؑ کا اتباع کریں۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ (۴۹)

پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیمؑ کے طریقے پر جو کہ بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے چلئے۔

تلاوت و عدم تلاوت کے اعتبار سے وحی کی دو قسمیں ہیں۔

۱- وحی متلوّ

وہ وحی جس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ یہ قرآن کریم کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

۲- وحی غیر متلوّ

وہ وحی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ مگر احادیث میں جابجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "روح القدس نے میرے دل میں یہ ڈالا" یا "اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے"

اس طرح احادیث وحی غیر متلو ہیں، بعض حضرات نے اس کی تعبیر اس طرح کی کہ وحی متلوّ لفظاً و معناً دونوں طرح وحی ہے جبکہ وحی غیر متلوّ صرف معناً وحی ہے۔ لفظاً نہیں۔
بعض حضرات نے اس تقسیم کو اس طرح بیان فرمایا!

۱- وحی جلی

خالصتاً اللہ کا کلام یا حکم جس میں انبیاء علیہم کی سوچ کو بالکل دخل نہیں جیسے اس آیت کے تیور بتا رہے ہیں!

وَاتَّبِعْ مَايُوْحٰى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ج وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○ (۵۰)

اور آپ اُس کا اتباع کرتے رہئے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور (ان کی کفر و ایذا پر) صبر کیجئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اُن کا) فیصلہ کر دیں گے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا (فیصلہ کرنے والا) ہے۔

۲- وحی خفی

کلیات کی شکل میں بذریعہ وحی جلی نازل کردہ شرعی قوانین کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام کا جزئیات پر حکم لگانا اور خاص خاص موقعوں پر بذریعہ استنباطِ احکام مخلوقِ خدا کی رہنمائی کرنا جس کی احادیث میں متعدد مثالیں موجود ہیں۔

اس اعتبار سے کہ انبیاء کی وحی بذریعہ سماع کلامِ الٰہی ہے یا بذریعہ فرشتہ کی پیغام رسانی یا بذریعہ القاء روح القدس حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ (۵۱) نے وحی کی تین

قسمیں بتائی ہیں۔

۱- وحی سماعی

وحی اللہ کے قدیم کلام کے سماع کی شکل میں جیسے اس آیت میں ہے!

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ (۵۲)

اور موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا۔

اور صحیح آثار سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اللہ پاک نے کلام فرمایا۔

۲- وحی رسالتی

وحی بذریعہ فرشتہ کی پیغام رسانی جیسا اس آیت میں ہے!

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط (۵۳)

اور اسی طرح ہم نے آپ کے پاس بھی وحی (اپنے حکم سے روح) یعنی اپنا حکم بھیجا ہے۔

۳- وحی القائی

وحی جبکہ قلب پر القاء کی شکل میں ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے!

ان روح القدس نفث فی روعی ای نفسی (۵۴)

روح القدس نے میرے نفس میں یہ پھونکا۔

اور کہتے ہیں کہ وحی داؤد علیہ السلام کی یہی کیفیت تھی۔

نزولِ وحی کی مختلف کیفیات

حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے حاشیہ بخاری شریف میں علامہ سہیلیؒ سے نقل کرتے ہوئے اور مولانا سید سلیمان ندویؒ نے سیرت النبی (سوم) میں حافظ ابن قیمؒ کے حوالہ سے اس کی سات درجِ ذیل صورتیں بیان کی ہیں۔ علامہ سہیلیؒ ان سات مختلف کیفیات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱- الاولی فی المنام کما جاء فی ھذا الحدیث الآتی عن عائشہؓ۔

نزولِ وحی کی پہلی کیفیت: وحی کا خواب میں آنا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچے خواب دیکھنا۔ آپ کے رویائے صادقہ)

جیسا کہ آئندہ آنے والی حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ ارشاد فرماتی ہیں!

اول مابدی بہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لایریٰ رؤیا الا جاء ت مثل فلق الصبح

ابتداءً جو وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ نیند کی حالت میں اچھے اچھے خواب تھے۔ پس آپ جب بھی خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا۔

۲- والثانیۃ ان یاتیہ الوحی فی مثل صلصلۃ الجرس کماجاء فیہ أیضاً

نزولِ وحی کی دوسری کیفیت یہ تھی کہ وہ گھنٹہ کی آواز کی طرح آتی تھی جیسا کہ حضرت عائشہؓ ہی کی روایت میں ہے اور اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

وھو اشدعَلَیَّ ......

کہ وہ مجھ پر بہت سخت ہوتی تھی اور میں جب یہ وحی یاد کرلیتا تو پھر وہ کیفیت مجھ سے دور ہو جاتی تھی۔

۳- والثالثۃ ان یُنفَثَ فی روعہ الکلام

نزول وحی کی تیسری کیفیت یہ ہوتی تھی کہ کلام آپ کے نفس میں پھونک دیا جاتا، القاء کردیا جاتا تھا۔

۴- والرَّابعۃُ ان یَتَمَثَّلُ لہ الملک رجلاً

نزول وحی کی چوتھی کیفیت یہ تھی کہ فرشتہ انسان کی شکل میں آپ کے پاس آتا اور پیغام وحی پہنچاتا۔ چنانچہ بخاری شریف کی ابتدائی دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد ہے۔

واحیانا یَتَمَثَّلُ لی الملك رجلاً فیکلمنی فاعی مایقول

اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور اُس کے کہے ہوئے کو میں یاد کرلیتا ہوں۔

۵- **والخامسَةُ ان تیرا أی له جبرئیل علیه السلام فی صورته اللّٰتی خلقها اللّٰه تعالیٰ له ستمائة جناح ینتشر فیها اللولوء والیاقوت**

نزول وحی کی پانچویں کیفیت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے سامنے اپنی اُس اصل صورت میں ظاہر ہوتے تھے جس جاہ و جلال والی شکل پر اللہ پاک نے ان کو تخلیق کیا ہے۔ چھ سو ۶۰۰ پروں کے ساتھ جن سے موتیوں اور یاقوت کی چمک پھوٹی پڑتی تھی۔

جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت منه فرجعت فقلت زملولی زملولی

(فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ) فرشتے (حضرت جبرئیلؑ) کی یہ حالت تھی کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان ایک (عظیم) کرسی پر بیٹھا تھا۔ مجھ پر رعب طاری ہو گیا۔ میں واپس لوٹا اور میں نے کہا مجھے کمبل اُڑھاؤ۔ مجھے کمبل اُڑھاؤ۔

۶- **والسّٰا دسة ان یکلمه اللّٰه تعالیٰ من وراء حجاب اِمافِی الیقظة کلیلة الاسراء اوفی النوم کما جاء فی الترمذی مرفوعاً اتانی ربی فی احسن صورة فقال فیما یختصم الملاء الا علیٰ الحدیث**

نزول وحی کی چھٹی کیفیت یہ تھی کہ اللہ پاک آپ سے پس پردہ کلام فرماتے تھے یا تو حالتِ بیداری میں جیسا کہ شب معراج میں ہوا اور یا پھر حالت خواب میں جیسا کہ ترمذی کی مرفوع حدیث ہے کہ میرا رب مجھ پر اِنتہائی حسین شکل میں ظاہر ہوا۔ اُس نے کہا ملاء اعلیٰ

کس بات میں اختلاف رکھتے ہیں آخر حدیث تک۔

۷۔ والسا بعۃُ وحی اسرافیل علیه السلام کما جاء عن الشعبی ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و کل به اسرافیل علیه السلام فکان تیرا ای له ثلاث سنین ویاتیه بالکلمة من الوحی والشیئ ثم وکل به جبرئیل علیه السلام (عینی)

نزول وحی کی ساتویں کیفیت حضرت اسرافیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانا ہے۔ بقول علامہ عینی شارح بخاری حضرت اسرافیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لاتے یہ خدمت تین سال تک ادا کرتے رہے پھر یہ کام حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سپرد ہوا۔(۵۵)

مولانا سید سلیمان ندویؒ نے حافظ ابن قیم سے جو نزول وحی کی ساتویں کیفیت نقل کی ہے وہ وحی بلاواسطہ مکالمے کی ہے۔(۵۶)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ المنجد فی اللغة (مطبوعہ بیروت، لبنان)(الطبعۃ العشرون) ص ۸۹۲،

۲۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (ولادت ۱۲ / شعبان ۷۷۳ھ / ۱۸ / فروری ۱۳۷۲ء وفات ۱۸ / ذوالحجہ ۸۵۲ھ / ۱۳ / فروری ۱۴۴۹ء) مصر کے مشہور محدث، مورخ، فقیہ، شاعر، نثر نگار ماہر لغت اور ۲۱ سال تک مصر میں قاضی القضاۃ Chief Justice کے عہدہ پر فائز۔ حافظ قرآن و حافظِ حدیث اور بین الاقوامی شہرت کے دانشور۔ مصر کے مفتی نورالدین کے لائق فرزند، بچپن ہی میں والدین کے سایہ سے محروم ہوگئے اور ایک سرپرست تاجر زکی الدین خروبی نے ان کی پرورش کی۔

آپ نے علم حدیث و فقہ اس دور کے مشہور اساتذہ زین الدین عراقی (م ۸۰۰ھ) ابن الملقن (م ۸۰۴ھ)، جمال الدین بلقینی اور عزالدین ابن ماجہ سے حاصل کیا۔ فن قرأت میں آپ کے اُستاد قاری تنوخی تھے۔ عربی زبان و لغت میں آپ کے اُستاذ محی الدین ہشام (م ۷۹۹ھ) اور امام لغت صاحب "قاموس" علامہ مجد الدین ابوالطاہر محمد

بن یعقوب فیروز آبادی (شیرازی) شافعی (۷۲۹ھ تا ۸۱۷ھ) تھے۔ علامہ فیروز آبادی جو کچھ عرصہ یمن کے قاضی القضاۃ بھی رہے عربی لغت کے مسلم امام ہیں۔ آپ کی عربی لغت **القاموس المحیط و القابوس الوسیط فی اللغۃ** (مطبوعہ مصر ۱۳۴۴ھ **الطبعۃ الثانیۃ**) کی مکہ مکرمہ میں تکمیل ہوئی اور علامہ سید مرتضٰی زبیدی (م ۱۲۰۵ھ) نے "تاج العروس" کے نام سے دس ۱۰ جلدوں میں اس کی شرح لکھی جسے قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کا زیادہ انہماک علم حدیث کے ساتھ رہا جس کے لئے آپ نے شام، مصر، یمن و حجاز کے سفر اختیار کئے اور ۱۳ جلدوں میں (صفحات تقریباً ۷۵۰۰) بخاری شریف کی معرکتہ الآرا شرح "فتح الباری فی شرح البخاری" لکھی، جس میں آپ نے علم حدیث کے ایسے قیمتی و تحقیقی مضامین بیان فرمائے کہ علامہ جلال الدین سیوطی جسے مجدد و ماہر حدیث و تفسیر کو کہنا پڑا کہ علم حدیث کی سرداری ابن حجر عسقلانی پر ختم ہوگئی، صحیح بخاری کی شروح میں فتح الباری سب سے عمدہ شرح تصور کی جاتی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کی تقریباً ۱۵۰ تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب کو خصوصی شہرت حاصل ہوئی۔ ۱- ایک یہی فتح الباری جس کا اوپر ذکر ہوا جو متعدد اسلامی ممالک میں شائع ہوئی۔ پاکستان میں اس کی طباعت کی عزت لاہور کی دار نشر الکتب الاسلامیۃ، ۲- شارع شیش محل کو حاصل ہوئی جس نے ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں اسے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ ۲- الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے حالات) چار ۴ جلدیں، ۳- **نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر** اور ۴- **نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر** دونوں فن اصول حدیث کی بین الاقوامی شہرت کی کتابیں ہیں۔ ۵- تہذیب التہذیب، فن اسماء الرجال پر محققانہ کتاب، ۶- تقریب التہذیب، یہ تہذیب التہذیب کی تلخیص ہے۔ ۷- بلوغ المرام: علم حدیث میں، ۸- دیوان: شعری مجموعہ، ۹- لسان المیزان: سات جلدیں فن اسماء الرجال میں۔

۳۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری فی شرح البخاری / مطبوعہ لاہور ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء، ص ۹ / جلد ۱،

۴۔ سورۃ النجم، آیت ۳، ۴،

۵۔ سورۃ الانبیاء، آیت ۴۵،

۶۔ سورۃ الشوریٰ، آیت ۵۱،

۷۔ توراۃ، خروج ۱/، آیت ۱۵تا ۲۲،

۸۔ توراۃ، خروج ۲/، آیت ۲۰،

۹۔ سورۃ القصص، آیت ۷،

۱۰۔ سورۃ الانعام، آیت ۱۲۱،

۱۱۔ سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۱،

۱۲۔ سورۃ النحل، آیت ۶۸،

۱۳۔ حٰم السجدۃ، آیت ۱۲،

۱۴۔ سورۃ الزلزال آیت ۴، ۵،

۱۵۔ احمد علی سہارنپوریؒ: حاشیہ بخاری شریف / مطبوعہ کراچی، الطبعۃ الثانیۃ، ص ۲،

۱۶۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری ص ۹، جلد۔ ۱،

۱۷۔ سورۃ النساء، آیت ۱۶۳،

۱۸۔ صاحب "ترجمان السنۃ" حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی (ولادت ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء وفات ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۲ھ) کے اہم شاگردوں میں سے ہیں، جنہوں نے دس سال امام العصر کے علوم سے استفادہ کیا۔ حضرت استاذ کے بخاری شریف کے درس کے دوران یا بعد کی صحبتوں میں علم حدیث و تفسیر سے متعلق نکات و تقاریر آپ نے قلمبند کیں۔ بعد میں ان تقاریر کو آپ نے ایک کتاب فیض الباری علیٰ صحیح البخاری (چار ۴ جلدیں، کل صفحات ۱۹۲۹) کی شکل دے دی اور حاشیہ پر "البدر الساری الیٰ فیض الباری" کے نام سے مزید علمی حقائق کا اضافہ فرمایا۔ یہ کتاب جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ کی جمعیۃ علماء ٹرانسوال کے خرچ پر مجلس علمی ڈابھیل۔ سورت (انڈیا) کی زیرنگرانی مصر سے ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء میں طبع ہوئی۔ حضرت مولانا بدر عالم کی بعض دیگر دینی تحقیقی مطبوعہ کتب یہ ہیں، ۱- ترجمان السنۃ (اردو): چار جلدیں، کل صفحات ۲۲۱۶، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۴۱۷ احادیث کی انتہائی عالمانہ و محققانہ تشریح، ۲- جواہر الحکم (تین

حصے، مطبوعہ کراچی ۱۴۰۰ھ) ۱۳۹ احادیث رسول ﷺ کی سادہ زبان میں تشریح، ۳-الحزب الاعظم (مترجم اردو)، ۴- خلاصہ زبدۃ المناسک (جیبی سائز): حج و عمرہ کے مسائل وماثورہ دعائیں، ۵- مستزاد الحقیر علیٰ زاد الفقیر: شیخ ابن ہمام کی نماز پر کتاب کا حاشیہ،

۱۹۔ افاضات مولانا انور شاہ کشمیری: فیض الباری علی صحیح البخاری، مطبوعہ مصر ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء، ص ۳،

۲۰۔ مفتی محمد شفیع: معارف القران، ص ۶۱۲، ج ۲،

۲۱۔ سورۃ حٰم السجدۃ، آیت ۴۲،

۲۲۔ سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۳،

۲۳۔ سورۃ یوسف، آیت ۱۱۱،

۲۴۔ عبدالحفیظ بلیاوی، "مصباح اللغات" ص ۹۴۷،

۲۵۔ حضرت امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ / ۱۱۰۸ء) پانچویں صدی ہجری کے عظیم امام لغت و تفسیر جن کی تصانیف نے حضرت امام غزالی (م ۵۰۵ھ) جیسے نابغۂ روزگار فلسفی و مفکر اسلام کو متاثر کیا۔ کہتے ہیں، ان کی اخلاقیات اسلام پر تصنیف "کتاب الذریعہ الیٰ مکارم الشریعۃ حضرت امام غزالی کو اتنی پسند تھی کہ وہ یہ کتاب ہمیشہ اپنی بغل میں دابے پھرتے تھے۔ ان کی بعض دوسری تصانیف جنہیں عالمی شہرت نصیب ہوئی یہ ہیں۔ ۱- محاضرات الادباؤ محاورات الشعراء والبلغاء، عربی نثری و شعری ادب کی عجیب شان کی کتاب، ۲۵ حدود میں منقسم (حد اول کے بعض موضوعات، عقل، علم، جہل وغیرہ) (حد آخر کے بعض عنوانات: فرشتے جن، حیوان، وغیرہ) چار اجزاء دو جلدوں میں مطبوعہ بیروت ۱۹۶۱ء، ۲-الرسالۃ المنبّھۃ علی فوائد القرآن مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۹ھ، ۳-جامع التفاسیر، ۴-المفردات فی غریب القرآن، ۵-تفصیل انشاتین و تحصیل السعادتین۔

۲۶۔ امام راغب اصفہانی: المفردات فی غریب القرآن، ص ۴۵۵،

۲۷۔ سورۃ طٰہٰ، آیت ۶۵، ۶۶،

۲۸۔ سورۃ النحل، آیت ۱۵،

۲۹۔ سورۃ النساء، آیت ۱۷۱،

۳۰۔ المنجد فی اللغۃ، مطبوعہ بیروت، ص ۶۸۷،

۳۱۔ سورۃ یونس، آیت ۱۲،

۳۲۔ عالم بے بدل، شیخ طریقت حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ (ولادت ۲۶/ ذوالحجۃ ۱۳۲۹ھ / ۱۸/ دسمبر ۱۹۱۱ء وفات ۲۲/ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ / ۵/ اگست ۱۹۸۰ء) جنہیں اللہ پاک نے ظاہری و باطنی دونوں علوم سے خوب خوب نوازا اور جن سے کثیر مخلوق نے استفادہ کیا۔ آپ کی اِن کتب کو خصوصی شہرت حاصل ہوئی، ۱- عمدۃ السلوک صفحات ۳۸۳، ۲- حضرت مجدد الف ثانیؒ، سوانح صفحات ۸۳۲، ۳- عمدۃ الفقہ (چار جلدیں- صفحات ۲۰۰۰)، ۴- انوار معصومیہ: سوانح حضرت خواجہ محمد معصومؒ، صفحات ۳۸۴، ۵- زبدۃ الفقہ (خلاصہ عمدۃ الفقہ) ۶- حیات سعیدیہ (سوانح خواجہ محمد سعیدؒ)، ۷- مقاماتِ فضلیہ (سوانح حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ)، ۸- تا ۱۰، تراجم مبداء و معاد، معارف لدنیہ و مکتوباتِ معصومیہ۔

۳۳۔ سید زوار حسین شاہ: عمدۃ السلوک اشاعت ۱۱، ۱۹۹۸ء، ص ۶۸، ۶۹،
قاضی زین العابدین: قاموس القرآن ص ۸۵،

۳۴۔ دیکھیں فیض الباری، ص ۱۹/ جلد ۱،

۳۵۔ سورۃ الشوریٰ، آیت ۱۳،

۳۶۔ سورۃ فاطر آیت ۳۱

۳۷۔ سورۃ الحجر، آیت ۹۴،

۳۸۔ سورۃ الحدید، آیت ۹،

۳۹۔ سورۃ المائدہ آیت ۸،

۴۰۔ سورۃ الذریٰت، آیت ۱۷ تا ۱۹،

۴۱۔ سورۃ النساء آیت ۵۸،

۴۲۔ سورۃ الانعام، آیت ۱۵۱،

۴۳۔ سورۃ التوبۃ آیت ۳۴،

۴۴۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۳۴،

۴۵۔ سورۃ النحل، آیت ۶۸،

۴۶۔ سورۃ مریم آیت ۱۷ تا ۱۹،

۴۷۔ سورۃ القصص آیت ۷

۴۸۔ سورۃ الاعراف، آیت ۱۱۷،

۴۹۔ سورۃ النحل، آیت ۱۲۳،

۵۰۔ سورۃ یونس، آیت ۱۰۹،

۵۱۔ حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۷ھ)، حضرات حنفیہؒ کے عظیم عالم محدث و فقیہ، سہارنپور میں پیدا ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ والد کا اسم گرامی لطف اللہ، ابتدائی تعلیم سہارنپور ہی میں ہوئی۔ پھر دہلی تشریف لے گئے اور اُستاذ الاساتذہ شیخ مملوک علی نانوتوی سے پڑھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالقادر تک آپ کی سند حدیث اس طرح ہے، عن شیخ وجیہ الدین سہارنپوری، عن الشیخ عبدالحی بن ھبۃ اللہ بُرہانوی عن الشیخ عبدالقادر۔ پھر آپ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے نواسے شیخ اسحٰق بن محمد افضل دہلوی مہاجر مکی پر صحاح ستہ کی قرأت کی اور اُن سے سندِ اجازت لی۔ پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور زیارت روضۂ رسول ﷺ سے مشرف ہوئے۔ پھر ہندوستان واپس آئے اور تدریس و تجارت شروع کی۔ مولانا عبدالحی الحسنی لکھنوی (م ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء) اپنی عظیم تحقیقی سوانحی کتاب "**نزهة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر**" (۸ جلدیں مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء) کی ساتویں جلد میں ان کے متعلق لکھتے ہیں! و **كان عَالماًصدوقاً اَميناً ذاعِنَايَةٍ تامة بالحديث** ...... آپ بے حد محنتی ماہر حدیث باامانت سچے عالم دین تھے خصوصاً بخاری شریف کے ماہر۔ جس کی ۲۰ سال آپ نے خدمت کی اور اس پر ایک تفصیلی حاشیہ لکھا۔

۵۲۔ سورۃ النساء آیت ۱۶۴،

۵۳۔ سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲،

۵۴۔ احمد علی سہارنپوری: حاشیہ بخاری شریف ص ۲،

۵۵۔ بخاری شریف مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء ص ۲،

۵۶۔ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، سوم، ص ۳۳۳،